بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

سید الشہداءؓ، شیر خدا اور شیر رسول

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے مناقب کا دلگداز و ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 4 رمئی 2018 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک موقع پر فرمایا کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت قوم عرب کے تمدن اور اخلاق اور روحانیت کا کیا حال تھا۔ گھر گھر میں جنگ اور شراب نوشی اور زنا اور لوٹ مار غرض ہر ایک بدی موجود تھی۔ کوئی نسبت اور تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ اور اخلاق فاضلہ کے ساتھ کسی کو حاصل نہ تھا۔ ہر ایک فرعون بنا پھرتا تھا لیکن آنحضرت ﷺ کے آنے سے جب وہ اسلام میں داخل ہوئے تو ایسی محبت الٰہی اور وحدت کی روح ان میں پیدا ہوگئی کہ ہر ایک خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنے کے لئے تیار ہو گیا انہوں نے بیعت کی حقیقت کو ظاہر کر دیا اور اپنے عمل سے اس کا نمونہ دکھا دیا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ نے کس قدر وفاداری کا نمونہ دکھایا جس کی نظیر نہ پہلے تھی نہ آگے دکھائی دیتی ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ لیکن خدا تعالیٰ چاہے تو پھر بھی ویسا ہی کر سکتا ہے۔ ان نمونوں سے دوسروں کے لئے فائدہ ہے۔ آپؑ اپنی جماعت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایسے نمونے پیدا کر سکتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے صحابہ کی تعریف میں کیا خوب فرمایا ہے: مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ ۚ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ کہ مؤمنوں میں سے ایسے مرد ہیں جنہوں نے اس وعدے کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ کیا تھا سو ان میں سے بعض اپنی جانیں دے چکے ہیں اور بعض جانیں دینے کو تیار بیٹھے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ صحابہ کی تعریف میں قرآن شریف سے آیات اکٹھی کی جائیں تو اس سے بڑھ کر کوئی اُسوہ حسنہ نہیں۔ پس نیکیوں کے اور قربانیوں کے یہ نمونے ہمارے لئے اُسوہ حسنہ ہیں۔ حضور انور نے فرمایا: میں صحابہ کے حالات بیان کرتا رہا ہوں جن میں بدری صحابہ بھی تھے اور چند دوسرے بھی لیکن مجھے خیال آیا کہ پہلے صرف بدر کی جنگ میں شامل ہونے والے صحابہ کا ذکر کروں ان کا ایک خاص مقام ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی خاص رضا حاصل کرنے والے لوگ ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: آج حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کا ذکر کروں گا۔ یہ سید الشہداء کے لقب سے مشہور ہیں اور اسی طرح اسد اللہ اور اسد رسول کا لقب بھی ہے ان کا۔ حضرت حمزہ سردار قریش حضرت عبدالمطلب کے صاحبزادے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے۔ حضرت حمزہ کی والدہ کا نام ہالہ تھا اور یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ کی چچازاد بہن تھیں۔ حضرت حمزہ رسول اللہ ﷺ سے دو سال اور ایک روایت کے مطابق چار سال عمر میں بڑے تھے۔ حضرت حمزہ آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے ایک لونڈی تھی ثُعیبہ انہوں نے دونوں کو دودھ پلایا تھا۔ حضرت حمزہ نے آنحضرت ﷺ کے دعویٰ نبوت کے بعد 6 نبوی میں دار ارقم کے زمانہ میں اسلام قبول کرنے کی توفیق

پائی۔حضرت حمزہ کے قبول اسلام کا واقعہ حضرت مصلح موعودؓ نے تاریخی واقعات کی روشنی میں اپنے انداز میں بیان کیا ہے اس کا کچھ خلاصہ میں بیان کروں گا۔ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان ایک پتھر پر بیٹھے تھے اور یقیناً یہی سوچ رہے تھے کہ خدا تعالیٰ کی توحید کو کس طرح قائم کیا جائے کہ اتنے میں ابوجہل آ گیا۔اس نے آپ کو سخت غلیظ گالیاں دینی شروع کیں۔آپ خاموشی کے ساتھ اس کی گالیوں کو سنتے رہے اور برداشت کیا۔ایک لفظ بھی آپ نے منہ سے نہیں نکالا۔ابوجہل جب جی بھر کے گالیاں دے چکا تو اس کے بعد وہ بدبخت آگے بڑھا اور اس نے آپ کے منہ پر تھپڑ مارا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر بھی اسے کچھ نہیں کہا۔سامنے ہی حضرت حمزہ کا گھر تھا۔ان کا معمول تھا کہ روزانہ صبح تیر کمان لے کر شکار پر چلے جایا کرتے تھے اور شام کو واپس آتے تھے۔جب ابوجہل یہ سب کچھ کر رہا تھا تو حضرت حمزہ کی ایک لونڈی دروازے میں کھڑے ہو کر یہ نظارہ دیکھ رہی تھی۔مگر کچھ کر نہیں سکتی تھی دیکھتی رہی سنتی رہی اور اندر ہی اندر پیچ و تاب کھاتی رہی۔شام کو حضرت حمزہ جب اپنے شکار سے واپس آئے تو لونڈی نے کہا کہ تمہیں شرم نہیں آتی بڑے بہادر بنے پھرتے ہو۔حمزہ نے تعجب سے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ لونڈی نے کہا کہ معاملہ کیا ہے تمہارا بھتیجا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں بیٹھا تھا کہ ابوجہل آیا اور اس نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کر دیا اور بے تحاشا گالیاں دینی شروع کر دیں اور پھر ان کے منہ پر تھپڑ مارا مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگے سے اُف تک نہیں کی اور خاموشی کے ساتھ سنتے رہے۔حمزہ نے اپنی لونڈی سے جب یہ واقعہ سنا تو ان کی آنکھوں میں خون اُتر آیا اور ان کی خاندانی غیرت جوش میں آئی۔اُسی وقت بغیر آرام کئے غصہ سے کعبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔پہلے انہوں نے کعبہ کا طواف کیا اور اس کے بعد مجلس کی طرف بڑھے جس میں ابوجہل بیٹھا ہوا لاف زنی کر رہا تھا اور اس واقعہ کو مزے لے لے کر سنا رہا تھا اور تکبر کے ساتھ یہ بیان کر رہا تھا کہ آج میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یوں گالیاں دیں اور یہ سلوک کیا۔حمزہ جب اس مجلس میں پہنچے تو انہوں نے جاتے ہی کمان بڑے زور کے ساتھ ابوجہل کے سر پر ماری اور کہا کہ تم اپنی بہادری کے دعوے کر رہے ہو اور لوگوں کو سنا رہے ہو کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح ذلیل کیا۔اب میں تجھے ذلیل کرتا ہوں اگر تجھ میں کچھ ہمت ہے تو میرے سامنے بول۔ابوجہل اس وقت مکہ کے اندر ایک بہادر بادشاہ کی حیثیت رکھتا تھا،سردار تھا قوم کا۔جب اس کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو وہ جوش کے ساتھ اٹھے اور انہوں نے حمزہ پر حملہ کرنا چاہا مگر ابوجہل جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاموشی کے ساتھ گالیاں برداشت کرنے کی وجہ سے اور پھر اب حمزہ کی دلیری اور جرأت کی وجہ سے مرعوب ہو گیا تھا بیچ میں آ گیا اور ان لوگوں کو حملہ کرنے سے روکا اور کہا تم لوگ جانے دو دراصل بات یہ ہے کہ مجھ سے ہی زیادتی ہوئی تھی اور حمزہ حق بجانب ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے انداز میں لکھا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس وقت صفا اور مروہ کی پہاڑیوں سے واپس گھر آئے تھے اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ میرا کام لڑنا نہیں ہے بلکہ صبر کے ساتھ گالیاں برداشت کرنا ہے۔مگر خدا تعالیٰ عرش پر کہہ رہا تھا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو لڑنے کے لئے تیار نہیں مگر کیا ہم موجود نہیں ہیں تیری جگہ تیرے دشمنوں کا مقابلہ کریں۔چنانچہ خدا تعالیٰ نے اُسی دن ابوجہل کا مقابلہ کرنے والا ایک جانثار آپ کو دے دیا اور حضرت حمزہ نے اُسی مجلس میں جس میں کہ انہوں نے ابوجہل کے سر پر کمان ماری تھی اپنے ایمان کا اعلان کر دیا اور ابوجہل کو مخاطب ہو کر کہا کہ تُو نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دی ہیں صرف اس لئے کہ وہ کہتا ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں اور فرشتے مجھ پر اُترتے ہیں۔کان کھول کر سن لو کہ میں بھی آج سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر قائم ہوں اور میں بھی وہی کچھ کہتا ہوں جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں۔اگر تجھ میں ہمت ہے تو آ میرے مقابلے پر۔یہ کہہ کر حمزہ مسلمان ہو گئے۔روایات میں ہے کہ حضرت حمزہ کے مسلمان ہونے کے بعد مکہ کے جو مسلمان تھے ان کے ایمان کو بڑی تقویت ملی۔حضرت حمزہ نے بھی دیگر مسلمانوں کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

مدینہ ہجرت کے بعد بھی کفار کی ریشہ دوانیاں ختم نہیں ہوئیں۔اس لئے مسلمانوں کو بڑا ہوشیار رہنا پڑتا تھا اور کفار کی نقل و حرکت پر نظر رکھنی پڑتی تھی۔روایت میں ہے کہ قریش کی نقل و حرکت اور ریشہ دوانیوں سے باخبر رہنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مہمات کی ضرورت پیش آئی

جن میں حضرت حمزہ کوغیر معمولی خدمت کی توفیق ملی۔ ربیع الاول دو ہجری کو نبی کریم ﷺ نے حضرت حمزہ کی قیادت میں تیس شتر سوار مہاجرین پر مشتمل ایک دستہ ایک علاقہ کی طرف روانہ فرمایا۔حمزہ اور ان کے ساتھی جلدی جلدی وہاں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مکہ کا رئیس اعظم ابو جہل تین سو سواروں کا ایک لشکر لئے ان کے استقبال کو موجود تھا۔مسلمانوں کی تعداد سے یہ تعداد دس گنا سے زیادہ تھی، دونوں ایک دوسرے کے مقابل میں ہو گئے صف آرائی شروع ہوگئی۔لڑائی شروع ہونے والی تھی کہ اس علاقے کے رئیس مجدی بن عمرو الجہنی نے جو دونوں فریق کے ساتھ تعلقات رکھتا تھا درمیان میں پڑ کر بیچ بچاؤ کروایا اور لڑائی ہوتے ہوتے رک گئی۔

ہجرت مدینہ کے بعد دیگر مسلمانوں کی طرح حضرت حمزہ کے مالی حالات بھی بہت خراب ہو گئے تھے۔حضرت عبداللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ ایک روز انہی ایام میں حضرت حمزہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کوئی خدمت میرے سپرد فرمادیں تاکہ ذریعہ معاش کی کوئی صورت پیدا کرلوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَے حمزہ اپنی عزت نفس قائم اور زندہ رکھنا زیادہ پسند ہے یا اُسے ماردینا۔حضرت حمزہ نے عرض کیا میں تو اُسے زندہ رکھنا ہی پسند کرتا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اپنی عزت نفس کی حفاظت کرو۔پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دعاؤں پر زور دینے کی تحریک فرمائی اور بعض خاص دعائیں سکھائیں۔ چنانچہ حضرت حمزہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس دعا کو لازم پکڑو کہ **اللھم انی اسئلک باسمک الاعظم ورضوانک الاکبر**۔یعنی اے اللہ میں تجھ سے تیرے اسم اعظم اور رضوان اکبر کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں اور ہمیشہ پھر آپ نے اس کے پھل کھائے۔

دو ہجری میں بدر کا مشہور معرکہ پیش آیا۔غزوہ بدر کے موقع پر کفار کی طرف سے اسود بن عبدالاسد مخزومی نکلا یہ نہایت ہی شریر اور برا شخص تھا۔اس نے عہد کیا تھا کہ میں ضرور رسول اللہ ﷺ کے حوض میں سے جا کر پانی پیوں گا یا اسے ڈھادونگا یا خراب کردوں گا یا اسکے پاس مرجاؤں گا۔وہ اس ارادے سے نکلا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اس کا مقابلہ کرنے آئے جب ان دونوں کا آمنا سامنا ہوا تو حضرت حضرت حمزہ نے تلوار کا وار کر کے اس کی آدھی پنڈلی کاٹ دی وہ حوض کے پاس تھا وہ کمر کے بل گرا اور اپنی قسم پوری کرنے کے لئے حوض کی طرف بڑھا تاکہ اپنی قسم پوری کرے۔حضرت حمزہ نے اس کا پیچھا کیا ایک اور وار کر کے اسے ختم کردیا۔

حضرت علیؓ غزوہ بدر کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اس میں کفار کی تعداد مسلمانوں سے بہت زیادہ تھی رات بھر رسول اللہ ﷺ خدا کے حضور عاجزانہ دعاؤں اور تضرعات میں مصروف رہے۔حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ عتبہ بن ربیعہ اور اس کے پیچھے اس کا بیٹا اور بھائی بھی نکلے اور پکار کر کہا کہ کون ہمارے مقابلہ کے لئے آتا ہے۔عتبہ نے کہا کہ ہم تو صرف اپنے چچا کے بیٹوں سے جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اَے حمزہ، اَے علی، اَے عبیدہ بن حارث آگے بڑھو۔حمزہ عتبہ کی طرف بڑھے حضرت علی کہتے ہیں کہ میں شیبہ کی طرف بڑھا اور عبیدۃ اور ولید کے درمیان جھڑپ ہوئی۔حضرت علی اور حمزہ نے تو اپنے اپنے مخالفین کو ماردیا تھا۔حضرت حمزہ کی بہادری کا یہ عالم تھا کہ غزوہ بدر میں کفار میں دہشت ڈالنے کے لئے آپ شتر مرغ کا پر بطور نشان جنگ لگائے ہوئے تھے۔حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ امیہ بن خلف سردار قریش میں سے تھا جو کہ مکہ میں حضرت بلال کو تکالیف دیتا تھا غزوہ بدر میں انصار کے ہاتھوں مارا گیا اس نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جس کے سینہ میں شتر مرغ کا پر لگا ہوا ہے۔میں نے کہا کہ یہ حمزہ بن عبدالمطلب ہیں امیہ کہنے لگا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے آج ہمیں سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔انگریز مؤرخ سرولیم میور غزوہ بدر کے بارے میں حضرت حمزہ کی موجودگی کے بارہ میں لکھتا ہے کہ حمزہ لہراتے ہوئے شتر مرغ کے پر کے ساتھ ہر جگہ نمایاں نظر آتے تھے۔اور بھی کئی سرداروں کو آپ نے قتل کیا جنگ میں۔غزوہ احد میں بھی حضرت حمزہ نے شجاعت کے کمالات دکھائے۔آپ کی یہ بہادری قریش مکہ کی آنکھوں میں سخت کھٹکی تھی بخاری میں اس کی تفصیل اس طرح درج ہے کہ عمیر بن

اسحاق سے مروی ہے کہ احد کے روز حمزہ بن عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کے آگے دو تلواروں سے جنگ کررہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں اسد اللہ ہوں اور کبھی آگے جاتے کبھی پیچھے ہٹتے وہ اسی حالت میں تھے کہ یکا یک پھسل کر اپنی پیٹھ کے بل گرے انہیں وحشی اسود نے دیکھ لیا۔ ابواسامہ نے کہا کہ اس نے انہیں نیزہ کھینچ کر مارا۔ قتل کر دیا اور حضرت حمزہ ہجرت نبوی کے بعد بتیسویں مہینہ میں جنگ احد میں شہید ہوئے آپ کی عمر اس وقت انسٹھ سال تھی۔ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ کی نعش پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ اے حمزہ تیری اس مصیبت جیسی کوئی مصیبت مجھے کبھی نہیں پہنچے گی۔ میں نے اس سے زیادہ تکلیف دہ منظر آج تک نہیں دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا جبریل نے آکر مجھے خبر دی ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب کو سات آسمانوں میں اللہ اور اس کے رسول کا شیر لکھا گیا ہے۔

حضرت زبیرؓ سے مروی ہے کہ غزوہ احد کے دن اختتام پر میری والدہ حضرت صفیہ بڑی تیزی کے ساتھ آتی ہوئی دکھائی دی۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو اچھا نہیں سمجھا کہ کوئی خاتون وہاں آئے اور شہداء کی لاشوں کو دیکھ سکے اس لئے فرمایا کہ اس عورت کو روکو۔ چنانچہ میں ان کی طرف دوڑتا ہوا گیا انہوں نے مجھے دیکھ کر میرے سینے پر مار کر مجھے پیچھے کو دھکیل دیا اور کہنے لگیں کہ پرے ہٹو میں تمہاری کوئی بات نہیں مانوں گی۔ میں نے عرض کیا کہ نبی کریم ﷺ نے آپ کو روکنے کا کہا ہے کہ آپ ان لاشوں کو مت دیکھیں۔ یہ سنتے ہی وہ رک گئیں اور اپنے پاس موجود دو کپڑے نکال کر فرمایا یہ دو کپڑے ہیں جو میں اپنے بھائی حمزہ کے لئے لائی ہوں کیونکہ مجھے ان کی شہادت کی خبر مل چکی ہے۔ تو یہ تھی اطاعت اس زمانے کی یعنی کہ وہ یہ سنتے ہی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے باوجود غم کی حالت کے باوجود اس کے کہ وہ بڑی جوش کی حالت میں تھیں فوری طور پر اپنے جذبات کو کنٹرول کیا اور رک گئیں جہاں بھی آنحضرت ﷺ کا نام سنا۔ یہ کامل اطاعت ہے۔

حضرت حمزہ کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیا گیا تھا جب آپ کا سر ڈھانکا جاتا تو دونوں پاؤں سے کپڑا ہٹ جاتا اور جب چادر پاؤں کی طرف کھینچ دی جاتی تو آپ کے چہرے سے کپڑا ہٹ جاتا تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا چہرہ ڈھانک دیا جائے اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دی جائے۔ آنحضرت ﷺ نے اس روز حضرت حمزہ کی نماز جنازہ دوسرے باقی شہداء کے ساتھ ستر دفعہ پڑھائی کیونکہ ہر دفعہ حضرت حمزہ کی نعش وہیں پڑی رہتی تھی۔ حضور انور نے فرمایا: یہ وہ لوگ تھے جو اللہ تعالیٰ جن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے جو کشائش میں اپنے بھائیوں کو یاد کیا کرتے تھے اور اپنی گزشتہ حالت کو سامنے رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے سب کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔

کعب بن مالک نے حضرت حمزہ کی شہادت پر اپنے مرثیہ میں کہا تھا کہ میری آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور حمزہ کی موت پر انہیں رونے کا بجا طور پر حق بھی ہے مگر خدا کے شیر کی موت پر رونے دھونے اور چیخ و پکار سے کیا حاصل ہوسکتا ہے وہ خدا کا شیر حمزہ کہ جس صبح وہ شہید ہوا دنیا کہہ اٹھی کہ شہید تو یہ جوانمرد ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات کو بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے اور انہوں نے اپنی قربانیوں کی جو مثالیں قائم کی ہیں وہ رہتی دنیا تک مسلمان یاد رکھیں اور انہوں نے نیکیوں کے جو نمونے قائم کئے ہیں جو اسوہ قائم کیا ان پر عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔ ......☆......

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 5th - May - 2018

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....

....

....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar

Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB